اورینٹل کالج میگزین، جلد۹۸، شمارہ۱، مسلسل شمارہ:۳۶۷، سال ۲۰۲۳ء

پروفیسر سیّد محمد کبیر احمد مظہرؔ کی تدریسی و تصنیفی خدمات

محمد عرفان الحق، پی ایچ ڈی

اسسٹنٹ پروفیسر پنجابی

ادارہ پنجابی زبان و ثقافت، جامعہ پنجاب، لاہور

PROF. SYED MUHAMMAD KABIR AHMAD MAZHAR TEACHING AND WRITING SERVICES

Muhammad Irfanul Haq, PhD
Assistant Professor of Punjabi
IPCS, University of the Punjab, Lahore

Abstract

Prof. Syed Muhammad Kabir Ahmad Mazhar served University of the Punjab, Lahore for thirty one years. He joined the University as lecturer in Arabic and retired as professor & Chair Department of Arabic. His teaching career spans over thirty odd years. He also extended his teaching and scholarly services to the Ulema Academy Auqaf Department and Civil Services Academy, Lahore. Besides teaching, he authored more than twenty books on different topics chiefly on Arabic literature and Sufism. The article covers Prof. Syed Kabir's teaching as well as writing services in detail.

Keywords:
Arabic, Civil Services Academy, Sufism, Literature, Ulema Academy, Lahore.

پروفیسر سیّد محمد کبیر احمد مظہرؔ (۱۹۴۰ـ۲۰۰۹ء) ان نابغہ روزگار ہستیوں میں سے ایک ہیں جنھیں عربی، فارسی، اردو، پنجابی اور انگریزی زبان وادب، علوم اسلامیہ، اسلامی تصوف، تقابلِ ادیان، تفسیر، فقہ، طب، علم الاعداد، فن شعر گوئی، فن تاریخ گوئی کے ساتھ دیگر کئی علوم وفنون پر یکساں دست رس حاصل تھی۔ انھوں نے شعبہ عربی، جامعہ پنجاب، لاہور میں تیس برس سے زاید عرصہ تک تدریسی خدمات انجام دیں اور صدرِ شعبہ کے منصب سے سبک دوش ہوئے۔ اُن کی شخصیت اہل علم ودانش اور ارباب ذوق وشوق کے لیے ہمیشہ محترم ومکرم رہی۔ ان کی تدریسی و تصنیفی خدمات قابلِ ذکر ہیں۔ ان کے علم و فضل، فکری بلندی اور نظریاتی وسعت کا جائزہ ایک ضخیم کتاب کا متقاضی ہے تاہم درج ذیل سطور میں اُن کے تدریسی و تصنیفی خدمات کا اجمالی جائزہ لیا گیا ہے۔ اُن کی علمی وروحانی پہلو کے حوالے سے غلام علی چودھری (م۲۰۰۸ء) نے لکھا:

> پروفیسر سیّد محمد کبیر احمد مظہرؔ، سابق چیئرمین، شعبہ عربی زبان وادب، پنجاب یونی ورسٹی، ایک نام ور عالم اور صوفی بزرگ ہیں۔ وہ ذکریٰ فاؤنڈیشن کے بانی چیئرمین ہیں جو ایک روبہ تحقیق علمی ادارہ ہے۔ وہ دراسات اسلامیہ کے منابع تفسیر، حدیث، فقہ اور علم الکلام میں ان کے مستند اداروں سے باقاعدہ تعلیم یافتہ اور تربیت یافتہ ہیں۔ جب کہ انھیں تخصص اسلامی تصوف میں حاصل ہے۔ انھوں نے موقّر ملکی اور غیر ملکی جرائد اور اخبارات میں مضامین اور مقالات لکھے ہیں اور ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر گفت گوؤں اور عالمانہ مجالس مذاکرہ میں شرکت کی ہے۔(۱)

سید صاحب کی تدریسی خدمات دو قسم کی ہیں: ایک نصابی تدریس اور دوسری باطنی تعلیم وتربیت۔ نصابی تدریس کا آغاز اُن کے زمانہ طالب علمی میں اس وقت ہوگیا جب وہ ابھی پرائمری جماعت میں تھے۔ اُن کی قابلیت کو دیکھ کر اساتذہ کرام انھیں اپنے ساتھی طلبا کو پڑھانے کی ذمہ داری سونپ دیا کرتے تھے جسے وہ احسن طریقے سے انجام دیتے۔ انھوں نے پرائمری اور مڈل جماعتوں کے امتحانات میں بہ امتیاز کام یابی حاصل کی تھی۔ اپنے ایک سوانحی مضمون میں بیان کرتے ہیں:

> ۱۹۵۳ء میں پرائمری کے بورڈ کے امتحان میں کالا شاہ کاکو (جی ٹی روڈ) کے آٹھ سکولوں کے سنٹر میں اوّل آیا۔ ۱۹۵۶ء میں مڈل کے بورڈ کے امتحان میں ضلع گوجرانوالا میں اوّل آیا۔(۲)

انھوں نے ۱۹۵۸ء میں میٹرک، ۱۹۶۰ء میں فاضل فارسی، ۱۹۶۱ء میں ایف اے اور ۱۹۶۵ء میں فاضل عربی کیا۔ قبل ازیں ۱۹۶۵ء میں گوجرانوالا میں ''سرتاج کالج'' کے نام سے ایک پرائیویٹ تعلیمی ادارہ قائم کیا۔ سرتاج کالج، گوجرانوالا کے اوّلین پرائیویٹ تعلیمی اداروں میں سے ایک تھا۔ کالج میں مختلف مدارج کے طلبا کو پڑھانے کے ساتھ انھوں نے اپنے تعلیمی سفر کو بھی جاری رکھا۔ ۱۹۶۷ء میں جامعہ اشرفیہ لاہور سے دورہ حدیث اور ۱۹۶۸ء میں جامعہ پنجاب، لاہور سے بی اے کیا۔ شعبہ عربی جامعہ پنجاب میں داخلہ لے لیا۔ البتہ جزوقتی استاد کی حیثیت میں تدریسی عمل بھی جاری رکھا۔ انھوں نے جامعہ پنجاب سے ۱۹۷۰ء میں ایم اے عربی اور ۱۹۷۱ء میں ایم اے اسلامیات کی ڈگری حاصل کی۔ اسی سال شعبہ عربی جامعہ پنجاب میں بہ طور لیکچرار تقرر ہوا۔ اس ضمن میں اپنے سوانحی مضمون میں لکھتے ہیں:

> راقم نے پنجاب یونیورسٹی، لاہور کے شعبہ عربی میں بہ حیثیت لیکچرر، اسسٹنٹ پروفیسر، ایسوسی ایٹ پروفیسر، پروفیسر اور صدر شعبہ ۱۹۷۱ء سے ۲۰۰۲ء تک اکتیس سال نہایت عزت واحترام کے ساتھ سروس کی۔(۳)

اُن کی کوشش سے شعبہ عربی میں شام کی کلاسوں کا اجرا ہوا۔ وہ مسلسل تیرہ برس تک ان کلاسوں کے انچارج رہے اور مختلف ڈپلوما اور سرٹیفکیٹ کلاسوں کے لیے نصاب سازی بھی کی۔ انھوں نے سول سروسز اکیڈمی اور علما اوقاف اکیڈمی میں بھی تدریسی خدمات انجام دیں۔ اس حوالے سے لکھتے ہیں:

> شعبہ عربی پنجاب یونی ورسٹی میں شام کو سرٹیفکیٹ اور ڈپلوما کلاسوں کا اجرا کروایا۔ ان کا بلامعاوضہ تیرہ سال انچارج رہا اور بلامعاوضہ نصاب سازی کے بعد تدریس کی۔ قریباً اکتیس سال پنجاب یونیورسٹی کے شعبہ عربی میں تدریس کے فرائض انجام دیے۔ اس دوران تیرہ سال علما اکیڈمی محکمہ اوقاف پنجاب، بادشاہی مسجد میں تدریس کی۔(۴)

اس تدریسی سفر کے دوران بے شمار طلبا وطالبات نے اُن سے اکتساب فیض کیا اور مختلف شعبوں میں بلند مناصب تک پہنچے۔ چند نام ور طالب علموں میں ڈاکٹر مظہر معین(۵)، ڈاکٹر خالق داد ملک(۶)، ڈاکٹر ذوالفقار علی رانا(۷)، ڈاکٹر شفقت اللہ(۸)، ڈاکٹر اعجاز فاروق اکرم(۹)، ڈاکٹر خالدہ امجد(۱۰)، ڈاکٹر زیتون صادق(۱۱)، ڈاکٹر زاہدہ سلہری(۱۲)، پروفیسر زاہدہ پروین(۱۳)، پروفیسر ظہیر الدین(۱۴)، ڈاکٹر امتیاز احمد(۱۵)، پروفیسر عبدالجبار منیر(۱۶)، محمد طاہر(۱۷)، محمد نسیم عباسی(۱۸)، محمد اقبال ہرل(۱۹) اور مولانا احمد علی قصوری(۲۰) شامل ہیں۔

کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کسی طالب علم، استاد یا عالم دین نے اُن سے کوئی سوال پوچھا ہو اور انھوں نے اس کی مکمل تسلی و تشفی نہ فرمائی ہو۔ راقم کے سامنے نام ور عالم دین مولانا احمد علی قصوری (۱۹۴۶۔۲۰۱۶ء) نے ذکریٰ فاؤنڈیشن ٹرسٹ کے ماہانہ اجلاس کے موقع پر لاہور میں اپنی خطابت کے پچاس برس کی تکمیل کا بتایا تو انھوں نے خوش ہو کر اعلان کیا کہ ذکریٰ فاؤنڈیشن ٹرسٹ کے اگلے اجلاس میں ہم آپ کے لیے کیک کاٹیں گے۔ جس پر قصوری صاحب بولے کہ کیک کاٹنا تو انگریزوں کا طریق ہے اسلامی شعار نہیں۔ سید صاحب نے کہا کیا آپ کو معلوم ہے خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کو "کاکی" کیوں کہا جاتا ہے؟ اصل میں انگریزی کا لفظ "کیک" عربی کے لفظ "کاہک" کی بدلی ہوئی صورت ہے۔ "کاہک" بیک کی ہوئی چیز یعنی "کیک" کو کہتے ہیں۔ خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ بیکری کا کام کرتے تھے۔ یعنی کیک بناتے تھے۔ اسی لیے "کاہک" سے "کاہکی" اور عرف عام میں "کاکی" مشہور ہو گئے۔ اس زمانے میں اہلِ مغرب کو اس بات کا شعور نہ تھا۔ اس لیے کیک بنانا اور کھانا غیر اسلامی یا انگریزوں کا طریق و تہذیب نہیں بل کہ یہ ثقافتِ اسلامیہ کا حصہ ہے۔ اس پر مولانا سمیت جملہ حاضرین مجلس ششدر رہ گئے۔

انھوں نے کم و بیش ایک سو کے قریب طلبا کے تحقیقی مقالات کی نگرانی کی۔ بے شمار طلبا کو اُن کی علمی استعداد میں اضافے کے لیے علمی اور مالی امداد فراہم کی۔ کئی ملکی و غیر ملکی محققین کو اُن کے تحقیقی کام میں معاونت کی۔ این میری شمل (۱۹۲۲۔۲۰۰۳ء) جیسی مستشرقہ بھی اُن کی ناقدانہ رائے کی قدر دان تھیں۔ اُن کے ذاتی کتب خانے تک محققین اور طلبا کو ہر وقت رسائی میسر تھی۔ اُن کی علم دوستی اور طلبا سے محبت و شفقت کا معاملہ انتہائی پر خلوص تھا، جس کا اظہار شعبہ فارسی، گورنمنٹ کالج یونی ورسٹی، لاہور کے استاد ڈاکٹر اقبال ثاقب (۱۹۶۰۔۲۰۱۸ء) نے راقم کے ساتھ کیا۔ اُن کا کہنا تھا کہ میری شاہ صاحب سے جان پہچان اُن کے بیٹے سیّد محمد توقیر احمد اظہرؒ (۱۹۶۹۔۲۰۰۷ء) کے ذریعے سے ہوئی۔ میں توقیر شاہ صاحب کے ساتھ ان کی خدمت میں حاضر ہوتا رہتا تھا۔ وہ فارسی کی علمی مشکلات میں میری مدد فرماتے تھے۔ فارسی میں ان کی معلومات بہت زیادہ تھیں۔ عربی زبان و ادب کے بارے میں بھی ان کی معلومات بہت وسیع تھیں۔ تاریخ پر انھیں دست رس حاصل تھی اور مذاہب کے تقابل میں ان کا مطالعہ بہت وسیع تھا۔ ان کی علمی حیثیت بہت بلند تھی۔ مزید بتایا:

ایک طالب علم کے لیے وہ بہت شفیق اور قابل استاد تھے اور جب میں خود استاد ہوا تو ایک ساتھی کی حیثیت میں انھیں بہت تشویق کرنے والا اور حوصلہ دینے والا پایا۔ اُن کا مشفقانہ انداز بے مثال تھا۔ وہ نہایت شفقت سے رہنمائی فرماتے تھے۔ ان کے پاس کتابوں کا بہت بڑا ذخیرہ تھا۔ جس کو ضرورت ہوتی وہ کتاب کی ضرورت کو ہمیشہ پورا کرتے تھے۔(۲۱)

سید صاحب تلامذہ کے لیے نہایت مہربان اور ہم درد تھے۔ اُن کا انداز عالمانہ تھا مگر طبیعت نہایت مشفقانہ۔ اندازِ گفت گو دلوں کو گرفت میں لینے والا تھا۔ جو بھی گفت گو سنتا گرویدہ ہو جاتا۔ وہ بڑے دھیمے لہجے میں ٹھہر ٹھہر کر گفت گو کرتے تھے۔ تلامذہ کے ساتھ محبت و شفقت کے واقعات کو یاد کرتے ہوئے ڈاکٹر عبد اللطیف عثمانی (پ ۱۹۵۸ء) سابق پرنسپل گورنمنٹ اسلامیہ کالج سول لائنز، لاہور نے بتایا:

وہ ایک ہم درد اور بہت محبت کرنے والے انسان تھے۔ وہ ہر کسی کی مدد کرنا چاہتے تھے۔ اگر کوئی ضرورت مند اُن کے پاس چلا گیا تو وہ کوشش کرتے تھے کہ اُس کی کسی نہ کسی طرح سے ضرور مدد کریں۔ اُن کا اپنے شاگردوں کے ساتھ تعلق انتہائی شفیق ہوتا تھا۔ مجھے بہت کم یاد پڑتا ہے کہ وہ اپنے کسی شاگرد سے کبھی ناراض ہوئے ہوں۔(۲۲)

زندگی کے آخری برسوں میں انھوں نے اپنی بیشتر جائداد گھر اور زمین وغیرہ فروخت کر کے ایک علمی و تحقیقی ادارے "ذکریٰ فاؤنڈیشن ٹرسٹ" کی بنیاد رکھی۔ یہ ادارہ فلاح بہبود کے دیگر مقاصد کے علاوہ اُن کی علمی و ادبی وراثت کا امین بھی ہے۔ اسی ادارے کے توسط سے ریٹائرمنٹ کے بعد بھی انھوں نے اپنے تدریسی سلسلے کو جاری رکھتے ہوئے ترجمہ و تفسیر قرآن مجید کے دروس کا سلسلہ شروع کیا۔ علی بن عثمان ہجویریؒ (۱۰۰۹۔۱۰۷۲ء) کی تصنیف **کشف المحجوب** خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ (۱۸۵۰۔۱۹۱۷ء) کی تصنیف **خیر الخیر** کے دروس سے طلبہ کی علمی و روحانی تسکین کا سامان کیا۔ اپنے سوانحی مضمون میں اس مساعی کو اپنے فرزند عزیز سیّد محمد توقیر احمد اظہرؒ کے نام کرتے ہوئے لکھا:

وہ نہایت متقی، دانا اور درست موقف پر قائم رہنے والا تھا۔ وہ میرا صحیح وارث، میرا بہترین مشیر، میرا دست راست، میرے سلسلہ کا نگہبان اور اچھا تربیت کار تھا۔ اسے سلوک مجددیہ میں حقائق الٰہیہ اور حقائق انبیاء تک کی توجہات حاصل تھیں۔ ۲۰۰۴ء اور ۲۰۰۵ء میں سلوکِ مجددیہ کی کلاس منعقد کرنے کے لیے اس نے تحریک چلائی تھی۔ چناں چہ اچھے طلبہ آئے اور کام یاب کلاس ہوئی۔(۲۳)

راقم کو ان دروس میں شرکت کی سعادت حاصل رہی۔ چوں کہ وہ عملی طور پر صوفیانہ زندگی سے وابستہ تھے اس لیے جب تصوف کی اصطلاحات کی وضاحت فرماتے یا اکابرین کے روحانی مشاہدات کا ذکر فرماتے تو یوں محسوس ہوتا جیسے وہ اپنی باطنی کیفیت بیان کر رہے ہیں۔ تصوف کے بارے میں اُن کے نظریات اور افکار واضح اور دوٹوک تھے۔ اُن کا درس محض مطالعے کی بنیاد پر نہیں ہوتا تھا بل کہ اُن کی گفت گو مشاہدہ باطن اور روحانی واردات کی بنیاد پر ہوتی تھی۔

وہ مختلف قومی اور عالمی علمی مذاکروں، سیمی ناروں اور مجالس میں شریک ہوئے۔ ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر علمی مذاکروں میں بھرپور حصہ لیا۔ مختلف جامعات، مدارس اور اداروں میں عربی و اسلامیات کی تدریس کے لیے نصاب سازی میں مرکزی کردار ادا کیا۔ علما اکیڈمی، لاہور کے بنیاد سازوں میں شامل تھے۔ اس کی اولیں نصاب ساز کمیٹی کے رکن تھے۔ اپنی دیگر علمی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے لکھا:

> مسلسل اکتیس سال تک شعبہ عربی، جامعہ پنجاب کے بورڈ آف سٹڈیز کا ممبر رہا۔ یونی ورسٹی گرانٹس کمیشن اسلام آباد میں پاکستان کی تمام یونی ورسٹیوں میں بی اے کی سطح پر یکساں نصاب ساز کمیٹی کا چھ سال تک مسلسل چیئرمین رہا۔ بہاؤالدین زکریا یونی ورسٹی، ملتان، اسلامیہ یونی ورسٹی، بہاولپور اور آزاد کشمیر یونی ورسٹی کے شعبہ عربی کے قیام میں مدد کی اور کئی سال ان کا پرچہ ساز اور ممتحن رہا اور ان کی نصاب سازی میں بھی شریک رہا۔(۲۴)

اُنھوں نے حضرت داتا گنج بخشؒ کے سالانہ عرس پر مجلس مذاکرہ کے قیام کے لیے کوشش کی اور ۱۹۷۲ء سے ۲۰۰۲ء تک اس میں مسلسل حصہ لیا۔ لاہور کے دینی مدارس میں جامعہ نظامیہ رضویہ اور جامعہ نعیمیہ کے ساتھ مستقل تعلق رہا اور اُن کی نصاب سازی میں مدد دی۔ جامعہ نعیمیہ میں طلبا و طالبات کے لیے عربی کی کلاسوں کے اجرا میں مفتی محمد حسین نعیمیؒ (۱۹۲۳۔۱۹۹۸ء) کی معاونت کی، نصاب سازی کی اور ممتحن رہے۔ پاکستان نیشنل سینٹر، لاہور میں عربی کی کلاسز کا آغاز کروایا اور نصاب سازی کی۔ شیخ زید اسلامک سنٹر، جامعہ پنجاب، لاہور کی اولین نصاب ساز کمیٹیوں کے رکن رہے۔ پاکستان میں عربی زبان کی ترویج، اشاعت اور فروغ کے لیے شان دار خدمات انجام دیں۔

سیّد محمد کبیر احمد مظہرؔ کا تعلق علمی ادبی اور روحانی پس منظر کے حامل ایک سیّد خانوادے سے تھا۔ اُن کے پیشوائے گرامی مولانا سیّد محمد حبیب اللہ نقشبندیؒ (۱۸۹۵۔۱۹۶۱ء) تھے جو رشتے میں اُن کے دادا بھی تھے جب کہ نانا خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ (۱۸۵۰۔۱۹۱۷ء) سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی توکلی شاخ کے

نام ور بزرگ تھے۔ انھیں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے ساتھ ساتھ دیگر سلاسل طریقت کے جیّد بزرگوں سے بھی انتساب واجازات حاصل تھیں۔ اُنھوں نے اپنے مرشد سیّد محمد حبیب اللہ نقشبندیؒ کے وصال ۱۹۶۱ء سے اپنے وصال ۲۰۰۹ء تک لاکھوں فرزندان اسلام کو روحانی و معنوی فیض سے مستفیض کیا۔ البتہ نہ تو روایتی پیروں جیسا رنگ ڈھنگ اپنایا اور نہ ہی اپنی پیرانہ حیثیت کو بہت زیادہ نمایاں کرنے کی کوشش کی بل کہ اپنے مرشد کی اس وصیت پر مکمل طور پر عمل کیا:

> پیر نہ بننا، نہ پیر کہلانا اور جبہ دستار وغیرہ نہ پہننا۔ سادہ لباس میں رہنا۔ پیری فقیری دل کے اندر ہوتی ہے۔ جُبہ دستار وغیرہ میں نہیں ہوتی۔ عربی کا پروفیسر بن جانا۔ ظہر تک ملازمت کرنا اس کے بعد لوگوں کو وقت دینا۔ انھیں خدا کا نام بتانا، اُن کی حاجت روائی کرنا اور اُن کے لیے دعا کرنا، سلسلہ چلانا اور مدرسہ بنانا۔(۲۵)

سید صاحب نے ۱۹۶۱ء سے ۲۰۰۹ء تک نصف صدی سالکین کی تربیت انتہائی خاموشی سے کی۔ سالکین کی روحانی تعلیم وتربیت کے ضمن میں اکابر نقشبندی بزرگوں کی طرح زیادہ زور صحبتِ شیخ پر دیتے تھے اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی سنت پر بھی سختی سے کاربند تھے۔ مخلوقِ خدا کی دینی تعلیم وتربیت کے لیے اُنھوں نے ایک عرصہ تک لاہور اور گجرات کی مختلف مساجد میں بلامعاوضہ خطابت کی ذمہ داریاں انجام دیں۔ مختلف اوقات میں ترجمہ وتفسیر قرآن مجید کا سلسلہ شروع کیا۔ **خیرالخیر، کشف المحجوب، مثنوی معنوی رومی، فصوص الحکم، فتوحات مکیہ، مکتوبات امام ربانی، احیاء العلوم الدین** اور اقبالیات پر دروس دیے۔ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ توکلیہ کی ترویج کے لیے اندرون وبیرون ملک کئی سفر کیے اور لیکچرز دیے۔ ہفتہ وار، ماہانہ اور سالانہ روحانی اجتماعات سے خطاب کیا۔ ان کے بہت سے دروس اور وعظ آڈیو وویڈیو صورت میں ذکریٰ فاؤنڈیشن ٹرسٹ، لاہور کی مرکزی لائبریری میں موجود ہیں۔ زیادہ تر دروس اردو اور پنجابی میں ہیں۔ یہ دروس نہ صرف دینی اور سیرتی ادب کا بہترین سرمایہ ہیں بل کہ اردو اور پنجابی ادب کا بھی قابل قدر سرمایہ ہیں۔

سید صاحب کے پاس نہ صرف قدیم اساتذہ کی اعلیٰ ترین علمی ادبی تدریسی اور اخلاقی روایات اپنے شان دار پس منظر کے ساتھ موجود تھیں بل کہ اُن کا طرز تدریس جملہ عصری تقاضوں سے بھی ہم آہنگ تھا۔ اُن کی گرفت اپنے موضوعات اور مضامین پر نہایت مضبوط تھی۔ جدید طریقہ ہائے تدریس، تحقیقی وتنقیدی نظریات، علمی رجحانات اور ادبی تحریکوں سے خوب آگاہ تھے۔ مطالعہ وسیع، انداز تکلم نہایت شائستہ، گفت گو پر مغز، بیان مدلل، دلائل واضح، طرز عمل مشفقانہ، طریقہ کار مخلصانہ، شخصیت عالمانہ،

انداز عاجزانہ، افکار بلند، نظریات پختہ اور الفاظ بالکل سادہ لیکن رواں تھے۔ وہ علم دوستی، علم پروری اور فروغ علم کے لیے ہمہ دم سرگرم، دوسروں کی مدد میں سب سے آگے اور خدمت کر کے خوش ہونے والے، مسلکی اختلافات سے بلند، مذہبی منافرت سے مبرا، انسانیت کا درد رکھنے والے، مخلوق خدا کے خیر خواہ، حقیقی معنوں میں کار نبوت پر فائز اور زمانے کے نبض شناس تھے۔ جب تک زندہ رہے تشنگانِ علم کی پیاس بجھاتے رہے اور اس دنیا سے جاتے ہوئے ہزاروں نادر ونایاب کتب پر مشتمل کتب خانہ، بے شمار مضامین، تحقیقی وتنقیدی مقالات اور درجنوں تصنیفات کا ترکہ چھوڑ گئے جو اہل علم وادب کے لیے قیمتی متاع ہے۔ مختلف موضوعات پر تصانیف، سینکڑوں تحقیقی و تنقیدی مضامین اور آڈیو ویڈیو ریکارڈنگ میں موجود ہزاروں خطبات اُن کی پچاس سالہ علمی اورادبی خدمات کا اظہار رہی نہیں بل کہ اُن کے خاندان کی عظیم علمی و ادبی ثقافت کا امین بھی ہیں۔

سیّد محمد کبیر احمد مظہرؔ کا تصنیفی سلسلہ بھی زمانہ طالب علمی سے ہی شروع ہو گیا تھا۔ اپنی پہلی تخلیق کی بابت لکھتے ہیں:

> ۱۹۵۲ء میں راقم سیّد محمد کبیر احمد مظہرؔ نے اپنا پہلا خط حضرت قطب الارشادؒ کی خدمت میں فیصل آباد سے تحریر کیا۔ سادہ سی عبارت تھی جو حافظہ کی مدد سے ذیل میں درج کی جاتی ہے:
>
> ازلائل پور۔
>
> میرے پیارے باباجی!
>
> السلام علیکم۔ اُمید ہے آپ بہ خیر وعافیت ہوں گے۔ میں خیریت سے ہوں۔ آپ میرے لیے دعا فرمایے۔
>
> فقط
>
> مظہرؔ(۲۶)

اُن کی تصنیفی خدمات تحقیقی، تنقیدی اور تخلیقی تینوں نوعیت کی ہیں۔ تحقیق اُن کا پسندیدہ شعبہ تھا۔ اُن کا ہر فقرہ اپنے معنی، مفہوم، روایت اور پس منظر کے ساتھ صفحہ قرطاس پر ثبت ہوتا تھا۔ ابتدائی عمر میں ہی اُنھوں نے ترجمہ وتفسیر قرآن مجید، کتب حدیث، فقہ، منطق، طب اور نام ور شعرا کے عربی وفارسی اور اردو دیوان پڑھ لیے تھے۔ اپنے مرشد کے حکم پر مثنوی مولانا روم کا درس بھی دیتے رہے۔ اس ضمن میں لکھتے ہیں:

پھر راقم نے آپؒ کے حسب الحکم گوجرانوالا میں ۱۹۵۷ء تے ۱۹۵۸ء تک ایک سال مثنوی معنوی مولانا رومؒ کا درس دیا۔(۲۷)

دورانِ تحقیق بعض اوقات کسی حوالے کی تصدیق کے لیے بہت سی کتب کا مطالعہ کرنا پڑتا تھا۔ بعض اوقات کسی ایک حوالے کے لیے بیرونِ ملک سے کتب منگوانی پڑتی تھیں۔ حوالوں کے اندراج کے لیے ہمیشہ بنیادی مآخذ، مراجع اور مصادر تک رسائی حاصل کرنے کی کوشش کرتے۔ وہ روایتی اور جدید تنقیدی نظریات سے مکمل آگاہی رکھتے تھے۔ اُنھوں نے مغربی اور مشرقی ناقدین کی کتب کا مطالعہ گہرائی سے کر رکھا تھا۔ جملہ ادبی تحریکوں کے نتیجے میں تخلیق پانے والا عربی، فارسی، اردو، انگریزی اور فرانسیسی ادب اُن کی دست رس میں تھا۔ ان ادبی تحریکوں کے قومی اور بین اقوامی معاشی، معاشرتی اور نفسیاتی اثرات پر بھی گہری نظر تھی۔ جدید تخلیقی اسلوب، رجحانات اور تنقیدی نظریات کے ساتھ سائنسی علوم کی ترویج وترقی، عالمی ماحولیاتی اور عمرانی تغیر و تبدل کے جائزے نے اُن کے شعور کو جلا بخشی تھی۔

تحقیقی و تنقیدی تحریروں کے ساتھ تخلیقی ذوق بھی کمال اوج پر تھا۔ سخن وری میں بھی کامل تھے مگر اپنے بزرگوں کی طرح اُنھوں نے بھی اپنی شخصیت کے عالمانہ رنگ کو پسند فرمایا اور اپنے تئیں شاعر کہلوانا مناسب خیال نہیں کیا۔ اردو، عربی، فارسی اور پنجابی میں اُن کا کلام فنی و فکری لحاظ سے نہایت منفرد ہے۔ شاعری کا یہ وصف انھیں اپنے والد گرامی سے وراثت میں ملا تھا۔ اُنھوں نے اپنی سخن وری کو حمد، نعت، بزرگانِ دین کے مناقب اور مناجات تک محدود رکھا۔ ۱۹۵۹ء میں ایک رسالے میں اپنی مناجات کی اشاعت کا ذکر یوں کیا:

> ۲۰ جون ۱۹۵۹ء کو ہفت روزہ قومی دلیر گوجرانوالا کے صفحہ اوّل پر راقم کی ایک مناجات جلی اور رنگین خط کے ساتھ نمایاں انداز سے طبع ہوئی تھی جو اب وسیلہ نجات میں شامل ہے اور اس کا پہلا شعر یہ ہے:
>
> خدایا نور سے اپنے میرے دل میں ضیا کر دے
> ہو جس سے سب جہاں روشن مجھے ایسا دیا کر دے
> نظر ایسی عنایت کر حقائق تک جو جا پہنچے
> اُتر جائے جو ہر دل میں زباں ایسی عطا کر دے(۲۸)

عشق و مستی میں ڈوبے ہوئے وارفتگی اور بے ساختگی کے ساتھ قدرتی آہنگ اور فطرتی لے کے ساتھ اُن کے الفاظ جب اشعار کا روپ دھارتے ہیں تو دل کی اتھاہ گہرائیوں میں اتر جاتے ہیں۔ اس بے ساختگی کو جب لفظوں کا جامہ میسر آتا ہے تو ایک لاجواب التجاسنائی دیتی ہے:

اُس نُور کے پیان کو اے کاش نباہیں
جس نور سے پُرنور ہوئیں زیست کی راہیں
ہر لحظہ رہیں پیش نظر حضرتِ خواجہؒ
اِس طور جئیں کاش کہ جس طور وہ چاہیں(۲۹)

اُنھوں نے ظاہراً پرسکون اور نہایت مطمئن طبیعت پائی تھی۔ ذاتی زندگی میں انھیں بہت سی آزمائشوں کا سامنا رہا۔ نوعمری میں تین جوان چچاؤں کی وفات، جوانی میں اوپر تلے چار بچوں کی وفات پھر ضعیف العمری میں اکلوتے نوجوان بیٹے اور اہلیہ کی وفات کے صدمات کا سامنا رہا۔ شاید اُنھیں اپنی آنے والی زندگی کے معاملات کا درست ادراک شروع ہی سے تھا اسی لیے اپنی اوائل عمری میں کہی جانے والی مناجات میں ذات پاک کی بارگاہ میں بے قراری اور لاچاری کے ملے جلے انداز سے یوں دستِ دعا بلند کیا:

نہیں ہے تاب مجھ کو اپنے عصیاں کی سزاؤں کی
یہ ایسا فعل ہے رسوا جو پیش مصطفی ﷺ کر دے
مرا دل لے مری جاں لے مری ہستی کا ساماں لے
عطا کردہ تری ہر شے تجھے بندہ ادا کردے
مگر اے داور محشر! قسم تجھ کو محمد ﷺ کی
مجھے رسوا جو تو پیشِ نبی ﷺ روزِ جزا کردے(۳۰)

اُن کی تصانیف کی تعداد دو درجن سے زائد اور مقالات کی تعداد سو کے قریب ہے۔(۳۱)

اگرچہ اُنھوں نے اپنے سوانحی مضمون میں اپنی تصانیف کی تعداد بیس کے قریب بتائی ہے تاہم صرف سولہ تصانیف کے نام درج کیے ہیں۔ دورانِ تحقیق راقم کو اُن کی پچاس کے قریب تصانیف کے بارے میں معلومات میسر آئیں جن میں زیادہ تر تاحال کتابی صورت میں شائع نہ ہو سکی ہیں۔ میرے حضورؒ (حصہ دوم۔ اشاعت ثانی) کے آخر میں ذکری فاؤنڈیشن ٹرسٹ کی طرف سے اُن کی بیالیس کتب کی فہرست درج کی گئی ہے۔ یہ کتب اور مسودے اُن کے ذاتی کتب خانے میں موجود ہیں۔ ٹرسٹ ۲۰۰۹ء سے اب تک نصف

درجن سے زاید تصانیف شائع کر چکا ہے۔ ان مطبوعہ و غیر مطبوعہ تصانیف میں سے دست یاب چند کتب کا تعارف اور مختصر جائزہ حسب ذیل ہے۔

۱۔ میرے حضورؒ (اشاعت اوّل)

حبیب اکیڈمی، گوجرانوالا سے ۱۹۸۱ء میں شائع ہونے والی پہلی تصنیف تھی۔ یہ بنیادی طور پر سید محمد حبیب اللہ نقشبندیؒ کے احوال کے بارے میں ۲۷ منتخب مقالات پر مشتمل ہے۔ **میرے حضورؒ** کتاب کا پہلا ایڈیشن عام دست یاب نہیں ہے۔ راقم کے نانا حاجی احمد دین (م۱۹۹۷ء) کے پاس ایک نسخہ موجود تھا۔ دوران تحقیق راقم کو سید صاحب کے ذاتی سامان میں اس کتاب کا ایک نسخہ اور اس کی مجلد فوٹو کاپی میسر آئی۔ کتاب کے آغاز میں مقدمہ ''حرف اوّل'' کے زیر عنوان کے بعد سیّد محمد حبیب اللہ نقشبندیؒ کے مناقب کو شامل کیا گیا ہے۔ اس کے بعد مختلف اصحاب کے مضامین درج کیے گئے ہیں۔

۲۔ میرے حضورؒ (حصّہ اوّل۔ اشاعت ثانی)

میرے حضورؒ کتاب کچھ ہی برسوں میں نایاب ہوگئی تھی۔ ۲۰۰۳ء میں ذکریٰ فاؤنڈیشن کے قیام کے بعد سید صاحب نے **میرے حضورؒ** کے مسودات کا از سر نو جائزہ لیا۔ پہلے ایڈیشن میں شامل پچیس مضامین پر نظر ثانی کے بعد ان میں ترامیم اور اضافے کیے۔ نئے ایڈیشن کے لیے مزید بارہ مضامین کا اضافہ کیا۔ سیّد محمد حبیب اللہ نقشبندیؒ کے ستائیس مناقب، تواریخ ولادت اور وصال، منظوم شجرہ طریقت اور جدول وفیات مشائخ نقشبندیہ، مجددیہ، توکلیہ، محبوبیہ، حبیبیہ کو علیحدہ علیحدہ باب کی حیثیت میں شامل کتاب کیا۔ حرف ثانی کے زیر عنوان اس کا مقدمہ تحریر کیا۔ مسودے کو دو جلدوں کے حساب سے ترتیب دیا گیا۔ اپنی اس کاوش کو ان الفاظ کے ساتھ نذر قارئین کیا:

> امید ہے قارئین کرام **میرے حضورؒ** کے اس جدید ترمیمی ایڈیشن سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کر سکیں گے۔ ہم ان سے توقع رکھتے ہیں کہ وہ اس کتاب میں اگر کوئی قابل اصلاح الفاظ، ابحاث یا علمی حوالہ جات محسوس کریں تو ان سے راقم کو آگاہ کرنے میں بخل سے کام نہیں لیں گے۔ ان کی اچھی تجاویز کا خیر مقدم کیا جائے گا۔(۳۲)

انھوں نے حرف ثانی ۱۷، اپریل ۲۰۰۹ء کو تحریر کیا لیکن زندگی نے وفا نہ کی اور ۱۶ نومبر ۲۰۰۹ء کو اُن کا وصال ہو گیا۔ اس وجہ سے کتاب کی طباعت کا معاملہ التوا کا شکار ہو گیا۔ ۲۰۱۴ء میں ذکریٰ فاؤنڈیشن

ٹرسٹ نے اسے شائع کیا۔ کتاب کے حصّہ اوّل میں صفحات کی کل تعداد ۴۱۸ ہے اور اس میں کل اکیس مقالے ہیں۔

۳۔ میرے حضورؒ (حصّہ دوم۔ اشاعت ثانی)

میرے حضورؒ کا حصہ دوم بھی مارچ ۲۰۱۴ء میں ذکریٰ فاؤنڈیشن ٹرسٹ کی جانب سے شائع کیا گیا۔ اس حصے میں ۲۲ سے ۳۹ تک مقالات، تواریخ ولادت ووصال اور مناقب شریف کو شامل کیا گیا ہے۔ صفحات کی تعداد ۴۶۶ ہے۔ آخر میں تصاویر، ذکریٰ فاؤنڈیشن ٹرسٹ کا تعارف، ٹرسٹ کے زیر اہتمام سالانہ اجتماعات کی تفصیل اور ٹرسٹ کی شائع شدہ یا زیر طبع کتب کی فہرست بھی شامل کی گئی ہے۔

۴۔ فاروقِ طریقتؒ

یہ سیّد محمد یوسف نقشبندیؒ (۱۹۱۵۔۱۹۸۲ء) کی مختصر سوانح ہے جسے سید صاحب نے اُن کے وصال ۱۹۸۲ء کے بعد ترتیب دیا تھا اور اس کا پہلا ایڈیشن جولائی ۱۹۹۰ء میں آستانہ عالیہ حبیبیہ، نیو مسلم آباد، گجرات سے شائع ہوا تھا۔ سیّد محمد یوسف نقشبندیؒ، پروفیسر سیّد محمد کبیر احمد مظہرؔ کے والد بزرگوار ہیں۔ ان کا تعارف کرواتے ہوئے سید صاحب نے لکھا:

> اس کتابچہ کی زیر موضوع شخصیت حضرت مولانا سیّد محمد یوسف نقشبندیؒ کا تعلق بھی اسی تابندۂ دل اور درخشندہ جبین گروہ سے ہے۔ یہ ہستی بھی اپنے خدادوست پیش رووں کی طرح سب میں ملی جلی رہی اور سب سے جدا رہی۔(۳۳)

۵۔ عنوان تمنا

یہ کتاب خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ (۱۸۵۰۔۱۹۱۷ء) کی شان میں منقبت ہے، جو سیّد محمد یوسف نقشبندیؒ (۱۹۱۵۔۱۹۸۲ء) کا نتیجہ فکر ہے۔ فکری وفنی اعتبار سے یہ اپنی نوعیت کی ایک منفرد تخلیق اور کیفیاتِ عشق کا برملا اظہار ہے۔ اس کے آخر میں حواشی درج ہیں۔ "حرف آغاز" کے عنوان سے مقدمے میں منقبت کا تعارف کروایا گیا ہے اور اس کا عنوان درج ذیل شعر سے اخذ کیا گیا ہے:

اے شاہ! صحیفہ دل و جاں میں میرے
لکھا ہے ترا نام بہ عنوانِ تمنا (۳۴)

۶۔ نوادر آثار (نوادر الآثار)

بنیادی طور پر یہ خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ کے کرسی پر بیٹھ کر وعظ کرنے سے متعلق ایک فتوے اور دو خطوں پر مشتمل ہے۔ کتاب میں اُن کے حالات زندگی تفصیلی طور پر درج کیے گئے ہیں نیز خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ کی اس مہر کا عکس بھی دیا گیا ہے جسے وہ فتویٰ کے آخر میں ثبت کرتے تھے۔

۷۔ آخری وعظ شریف مولانا سیّد محمد حبیب اللہ نقشبندیؒ

مولانا سیّد محمد حبیب اللہ نقشبندیؒ کا وصال ۱۹۶۱ء میں ہوا تھا۔ وصال سے قبل اُن کے آخری وعظ کو سید صاحب نے نوٹ کر لیا تھا۔ یہ وعظ اُن کے نظریات اور عقائد کا عکاس ہے۔ سید صاحب نے اس وعظ کے متن کی تدوین، حواشی کے اندراج اور واعظ کی مختصر سوانح کو بھی شاملِ کتاب کیا ہے۔

۸۔ حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ، احوال و آثار

ذکریٰ فاؤنڈیشن ٹرسٹ کی جانب سے اکتوبر ۲۰۰۵ء کو شائع ہونے والی یہ کتاب ۱۰۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ کے حالات زندگی، حلیہ شریف، لباس، ازواج و اولاد، تلامذہ کرام، خلفائے عظام، تصانیف، عقائد، آستانہ عالیہ، کارہائے نمایاں، ہم استاد اور ہم درس علمائے کرام، معاصر مشائخ، حکمران جن سے ان کا قریبی تعلق تھا، سند حدیث، اور شجرہ طریقت کو درج کیا گیا ہے۔ کتاب کے آخر میں حواشی اور مراجع دیے گئے ہیں۔ حرف چند کے عنوان سے کتاب کا پیش لفظ ڈاکٹر غلام علی چودھری نے لکھا ہے۔ حرف آغاز میں اپنی تحقیقی کاوش کا ذکر کرتے ہوئے جناب مصنف نے لکھا:

> حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندی مجددی توکلی کے حیات و آثار کے بارے میں یہ مختصر مقالہ قارئین کرام کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔ یہ مقالہ میری پچاس سالہ جست جو اور تحقیق کا ایک نتیجہ ہے۔ (۳۵)

۹۔ وسیلہ نجات

یہ بنیادی طور پر نقشبندی مجددی توکلی سلسلے کا منظوم شجرہ طریقت ہے جسے میر سیّد یوسف علی شاہ توکلیؒ (م ۱۹۲۲ء) نے دعائیہ انداز میں نظم کیا تھا۔ سید صاحب کا تعلق بھی اسی سلسلے کے ساتھ ہے اس لیے اُنھوں نے اپنے اہل سلسلہ کے لیے ۱۹۶۱ء سے قبل وسیلہ نجات کے زیر عنوان یہ شجرہ طریقت طبع کیا تھا۔ یہ سولہ صفحات پر مشتمل تھا۔ وسیلہ نجات کا موجودہ ایڈیشن ساٹھ صفحات پر مشتمل ہے جسے ۲۰۰۷ء کو

ذکریٰ فاؤنڈیشن ٹرسٹ کی جانب سے شائع کیا گیا۔ میں تدوین متن، انتساب، مناجات، نعت شریف، مختصر شجرہ طریقت فارسی، متن وسیلہ نجات، مناقب خواجہ سیّد محمد توکل شاہ نقشبندیؒ، خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ، مولانا سیّد محمد حبیب اللہ نقشبندیؒ، ختمات شریفہ معمولات قطب الارشادؒ، اُن کی مختصر دعا ایصال ثواب اور جدول وفیات مشائخ نقشبندیہ مجددیہ توکلیہ محبوبیہ حبیبیہ رحمۃ اللہ علیہم شامل ہیں۔ اس شجرہ طریقت میں سید صاحب نے تحقیق کے بعد چند اشعار کی ترتیب کو بھی درست کیا ہے اور بنیادی نسخے کے مقابل کچھ مناقب کا اضافہ کیا ہے۔ اس اشاعت کا مقصد بیان کرتے ہوئے حضرت مؤلف نے لکھا:

> وسیلہ نجات کا یہ ایڈیشن سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ توکلیہ مظہریہ کے ارادت مندوں کے لیے تیار کیا گیا ہے تاکہ وہ ان اضافات اور ترامیم سے ہٹ کر جو مفصل اور مختصر وسیلہ نجات میں درج ہیں صرف شجرہ طریقت کے اصل متن کو اور متاخرین مشائخ مثلاً حضرت خواجہ سیّد محمد توکل شاہ نقشبندیؒ، حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ اور حضرت سیّد محمد حبیب اللہ نقشبندیؒ کی مدائح کو براہ راست پڑھ سکیں۔(۳۶)

۱۰۔ مختصر وسیلہ نجات

اس کا مسودہ ذکریٰ فاؤنڈیشن ٹرسٹ کی مرکزی لائبریری میں موجود ہے۔ لیکن تاحال اسے شائع نہیں کیا جاسکا۔ امید ہے کہ جلد ہی اس کتاب کو بھی نذر قارئین کر دیا جائے گا۔

۱۱۔ مفصل وسیلہ نجات

تحقیق، ترمیم اور ترتیب کے بعد سید صاحب نے ۲۰۰۹ء میں مفصل وسیلہ نجات کو پریس کے حوالے کیا۔ اس کتاب میں دعائے منظوم شجرہ طریقت خاندان نقشبندیہ مجددیہ توکلیہ مظہریہ اور مختصر شجرہ طریقت، میر سیّد محمد یوسف علی شاہ نقشبندیؒ (م ۱۹۲۲ء) اور خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ (م ۱۹۱۷ء) کے حالات زندگی، مجدد الف ثانیؒ (م ۱۶۲۴ء) کے نزدیک آداب پیر اور فضائل سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کا بیان، فوت شدہ لوگوں کو ایصال ثواب کرنے کا شرعی جواز اور اس کا طریقہ، ایصال ثواب اور اس کا طریقہ از محبوب عالم نقشبندیؒ، مولانا سیّد محمد حبیب اللہ نقشبندیؒ کی مختصر اور مفصل دعائے ایصال ثواب، شجرہ طریقت کی شریعت اور اہمیت، حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ (م ۱۸۲۴ء) کی شجرہ طریقت پڑھنے کی ہدایت اور تاکید، ابن ہشام کے نقل کردہ اسماء السادات اہل بدر کے علاوہ مختصر وسیلہ نجات میں شامل متون اور موضوعات کو

بھی شامل کیا گیا ہے۔ مضامین کے آخر میں حواشی دیے گئے ہیں جب کہ کتاب کا اختتام اشاریے پر کیا گیا ہے۔ کتاب کی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہوئے سید صاحب نے حرف اوّل میں درج کیا:

> اس شجرہ کا پیارا نام "وسیلہ نجات" حضرت خواجہ محمد مصطفی محبوب عالم نقشبندیؒ (م:۱۹۱۷ء) کا تجویز فرمودہ ہے۔ جو آپؒ کی دیگر کتب شریفہ ذکر خیر، ذکر کثیر، خیر الخیر، خیر کثیر اور تنویر الابصار وغیرہ کے اسمائے مبارکہ کی طرح بے عدیل و بے مثل ہے اور شجرہ طریقت کے اصل تصور اور حقیقی مفہوم کا صحیح ترجمان ہے۔(۳۷)

۱۲۔ حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ کا سفر بغداد شریف

خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ خواجہ سیّد محمد توکل شاہ انبالویؒ کے خلیفہ اعظم اور اپنے زمانے کے جید صوفی اور مفتی تھے۔ انھوں نے کم و بیش دس سال تک ریاست رام پور میں نائب مفتی اعظم کی حیثیت سے خدمات انجام دیں تھیں۔ دس سال اپنے مرشد کی خدمت میں گزارے۔ اُن کی وفات کے بعد انھوں نے بلاد اسلامیہ کے کئی سفر کیے۔ ان میں سفر ترکی اور بغداد کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ یہ کتاب خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ کے سفر بغداد سے متعلق ہے۔ سید صاحب نے خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ کے سفر بغداد سے متعلق تفاصیل کو بڑی عرق ریزی کے بعد پیش کیا ہے۔ خاص طور پر زمان و مکان کے حوالے سے تاریخی حقائق کو اپنی اصل صورت میں پیش کیا ہے۔ اپنی تحقیقی مساعی سے متعلق کتاب کے آغاز میں مصنف نے تحریر کیا:

> حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ (م:۱۹۱۷ء) کے سفر بغداد کی تفصیل جو ابھی تک زیب قرطاس ہونے سے رہ گئی تھی کتاب حاضر میں اپنے مکمل پس منظر اور تحقیق کے ساتھ حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ کے ۹۲ویں سالانہ عرس کی مناسبت سے قارئین کرام کے استفادہ کے لیے ان کی خدمت میں پیش کی جارہی ہے۔(۳۸)

۱۳۔ الموجز فی تاریخ القسم العربی لجامعہ بنجاب بلاہور باکستان

مارچ ۲۰۰۱ء میں سیّد محمد کبیر احمد مظہرؔ نے شعبہ عربی، پنجاب یونی ورسٹی، لاہور میں دوسری مدت کے لیے صدارت کی ذمہ داری قبول کی اور اپنی بردباری، ذہانت اور طویل تدریسی تجربے، اخلاص اور پیشہ وارانہ دیانت داری سے بعض سابقہ اور بعض نئے امور کو پختہ بنیادیں فراہم کیں ہیں۔ ان اقدامات میں پی ایچ ڈی کی باقاعدہ کلاسز کا انعقاد، شعبہ میں نئے قابل اور باصلاحیت اساتذہ کی تعیناتی، اس مدت میں اسی

طرح شعبہ کے مجلے کی اشاعت کا تسلسل بھی سید صاحب کے مرہونِ منت ہے۔ اس حوالے سے ڈاکٹر امتیاز احمد کا کہنا ہے:

> پروفیسر سیّد محمد کبیر احمد مظہرؒ نے مجلہ قسم العربی کا اپنی صدارت میں جو نمبر شائع کیا وہ اس لحاظ سے بہت اہم ہے کہ انھوں نے خود اس میں ایک ضخیم تحقیقی مضمون شعبہ عربی کی تاریخ پر مشتمل تحریر کیا جو بہت جامع ہے اور اس میں شعبے کی تاریخ کو مختلف ادوار میں تقسیم کر کے اس دور کے صدور شعبہ ، اساتذہ کرام اور اس دور میں ہونے والے اہم اقدامات کو یک جا کر دیا۔ یہ مقالہ قسم البحوث کی جانب سے شائع کیا گیا جو ایک سو(۱۰۰) صفحات پر مشتمل ہے۔ ازاں بعد یونی ورسٹی کی جانب سے اس مقالے کو کتابی صورت میں شائع کر دیا گیا۔(۳۹)

(۱۴) اعتصاب کشمیر مناشدہ لضمیر العالم الاسلامی

اس کتاب کا ذکر سید صاحب کی اکثر دستاویزات میں ملتا ہے۔ لیکن باوجود کوشش کے یہ کتاب دست یاب نہ ہو سکی۔

(۱۵) ایک توکلی بزرگ

یہ ستمبر ۲۰۰۹ء میں شائع ہوئی اور یہ خواجہ سیّد محمد توکل شاہ انبالویؒ (م۱۹۹۷ء) کے ایک خلیفہ میر سیّد محمد یوسف علی شاہ نقشبندیؒ (م۱۹۲۲ء) کی مختصر سوانح ہے۔ میر صاحبؒ کی اہمیت اس اعتبار سے بھی زیادہ ہے کہ سلسلہ توکلیہ کی جملہ شاخوں میں مروج منظوم شجرہ طیبہ خاندان نقشبندیہ مجددیہ توکلیہ کے مصنف بھی ہیں۔ اُنھوں نے یہ دعائے منظوم اپنے مرشد کی اجازت سے تصنیف فرمائی تھی جس کے اولیں دو اشعار حسب ذیل ہیں:

رحم کر ہم پر خدا ذات خدا کے واسطے
شافع امت محمد مصطفی ﷺ کے واسطے
بہرِ بوبکر و عمر، عثماں علی اصحابِ کل
اہل بیت حسنین حضرتِ مصطفی ﷺ کے واسطے(۴۰)

یہ دعا فنی اور فکری اعتبار سے اردو ادب کا ایک نادر فن پارہ ہے جس کی سلیس زبان ڈیڑھ صدی گزر جانے کے باوجود قابل فہم اور تر و تازہ ہے۔ یہ کتابچہ پینسٹھ صفحات پر مشتمل ہے۔

۱۶۔ مقالاتِ مظہریہ

یہ سید صاحب کے شائع شدہ تحقیقی اور تنقیدی مقالات کے مجموعے کا دفترِ اوّل ہے جسے ذکریٰ فاؤنڈیشن ٹرسٹ نے اُن کے وصال ۲۰۰۹ء کے بعد ترتیب دے کر شائع کیا ہے۔ کتاب کی تدوین اُن کے ایک خلیفہ الٰہی بخش کی ترغیب پر کی گئی۔ کتاب میں موجود تیئیس مقالے اردو اور ایک "اقبال اک صوفی" کے عنوان سے پنجابی میں ہے۔ کتاب ۶۹۶ صفحات پر مشتمل ہے اور اس کا انتساب سیّد محمد توقیر احمد اظہر نقشبندیؒ کے نام ہے۔

۱۷۔ علوم العربیہ

یہ سید صاحب کے ان لیکچرز کا مجموعہ ہے جو اُنھوں نے کم وبیش تیس سال تک شعبہ عربی کے طلبا وطالبات کو علوم اللسان کی تعلیمی وتدریسی ضروریات کے پیش نظر دیے تھے۔ یہ خالص تحقیقی مقالات ہیں جو نہایت عرق ریزی کے ساتھ حواشی و حوالوں کے ساتھ پیش کیے گئے ہیں۔ کتاب لاہور سے ۱۹۹۷ء میں شائع ہوئی۔

۱۸۔ ہفت روزہ آئینہ "حضرت قطب الارشادؒ نمبر" (۱۲ تا ۱۹ اکتوبر ۱۹۹۲ء)

سید صاحب نے ۱۹۶۱ء کے بعد آستانہ عالیہ حبیبیہ گجرات میں ایک علمی و تحقیقی ادارے "حبیب اکیڈمی" کی بنیاد رکھی۔ اس ادارے نے ۱۹۹۲۔ ۱۹۹۳ء میں عالمی سطح کے سیمی نار، کانفرنسیں اور علمی مباحث منعقد کروائے۔ اسی دوران گجرات کے ایک معروف ہفت روزہ "آئینہ" کے ۱۲ تا ۱۹، اکتوبر ۱۹۹۲ء کے شمارے کو حضرت قطب الارشادؒ نمبر کے طور پر شائع کیا گیا۔ اس خاص نمبر کو اس کے اصل نام سے ہی اُنھوں نے کتابی صورت میں پیش کیا۔

۱۹۔ ہفت روزہ آئینہ "فاروق طریقتؒ نمبر" (۲۱ جون ۱۹۹۳ء)

یہ شمارہ ۲۱ جون ۱۹۹۳ء کو مولانا سیّد محمد یوسف نقشبندیؒ کے سالانہ عرس شریف کے موقع پر شائع کیا گیا جسے سید صاحب نے کتابی صورت میں بھی شائع کروایا۔

۲۰۔ ہفت روزہ آئینہ "حضرت قطب الارشادؒ نمبر" (۱۱ تا ۱۸ اکتوبر ۱۹۹۳ء)

یہ شمارہ ۱۱ تا ۱۸، اکتوبر ۱۹۹۳ء کو مولانا سیّد محمد حبیب اللہ نقشبندیؒ کے سالانہ عرس شریف کے موقع پر شائع کیا گیا۔ اسے بھی سید صاحب نے کتابی صورت میں شائع کروایا۔

۲۰۰۹ء میں شعبہ عربی کی ایک طالبہ زنیرہ فاروق نے ایم اے کی سطح پر ان پر تحقیقی مقالہ لکھا۔ پروفیسر سیّد محمد کبیر احمد مظہرؒ کا نام نہ صرف جامعہ پنجاب، لاہور بل کہ قومی وعالمی سطح پر تدریسی اور تصنیفی حوالے سے نہایت قابل احترام ہے۔ اُنھوں نے تدریس میں مطالعے، تحقیق اور اخلاص کو فروغ دیا۔ جب کہ تحقیق وتصنیف میں محنت، غیر جانب داری اور ایمان داری کو ہمیشہ پیش نظر رکھا۔ وہ شرافت ونفاست اور صداقت ودیانت کے امین تھے جس کی گواہی اُن کے ہزاروں طلبا اور اُن کی تصانیف سے ملتی ہے۔ وہ ایک عظیم استاد اور محقق ومصنف تھے۔ ان سطور میں ان کی شخصیت کے جملہ پہلوؤں کا احاطہ ممکن نہ تھا۔ یہ مختصر مقالہ اُن کی عظیم علمی وروحانی شخصیت اور تصنیفی حیثیت کا محض ایک اجمالی جائزہ ہے۔

☆☆☆☆☆

حوالے اور حواشی

(۱) پروفیسر ڈاکٹر غلام علی چودھری، حرف چند (کچھ مصنف اور تصنیف کے بارے میں) مشمولہ حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندی: احوال وآثار، (لاہور: ذکریٰ فاؤنڈیشن ٹرسٹ (رجسٹرڈ)، ۲۷ اکتوبر ۲۰۰۵ء)، ۴۔

(۲) پروفیسر سیّد محمد کبیر احمد مظہرؒ، حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ کا سفر بغداد شریف، (لاہور: ذکریٰ فاؤنڈیشن ٹرسٹ (رجسٹرڈ)، ۲۰۰۹ء)، ۲۱۹۔

(۳) ایضاً، ۲۵۸۔

(۴) ایضاً، ۲۵۹۔

(۵) سابق ڈین فیکلٹی آف اورینٹل لرننگ وپرنسپل پنجاب یونی ورسٹی اورینٹل کالج، لاہور

(۶) سابق ڈین فیکلٹی آف اورینٹل لرننگ وصدر شعبہ عربی زبان وادب، پنجاب یونی ورسٹی، لاہور

(۷) سابق ڈائریکٹر پلاننگ، ڈائریکٹوریٹ آف پبلک انسٹرکشن (کالجز) پنجاب

(۸) پروفیسر شعبہ عربی بہاؤالدین ذکریا یونی ورسٹی، ملتان

(۹) سابق صدر شعبہ عربی گورنمنٹ کالج یونی ورسٹی، فیصل آباد

(۱۰) سابق پرنسپل گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین، ماڈل ٹاؤن، لاہور

(۱۱) سابق ڈین فیکلٹی آف لینگویجز، ویمن ونگ انٹرنیشنل اسلامک یونی ورسٹی، اسلام آباد

(۱۲) سابق ایگزیکٹو ڈسٹرکٹ آفیسر ایجوکیشن، ننکانہ صاحب

(۱۳) سابق پروفیسر ایجوکیشن یونی ورسٹی، لاہور

(۱۴) سابق صدر شعبہ عربی، دیال سنگھ کالج، لاہور

(۱۵) صدر شعبہ عربی گورنمنٹ کالج لاہور یونی ورسٹی، لاہور

(۱۶) سابق صدر شعبہ عربی گورنمنٹ کالج، ٹاؤن شپ، لاہور

(۱۷) سابق ایڈیشنل سیکرٹری، حکومت پنجاب

(۱۸) سابق ڈپٹی ڈائریکٹر، تعلقات عامہ، محکمہ اوقاف، پنجاب، لاہور

(۱۹) سابق سٹی مجسٹریٹ، راولپنڈی

(۲۰) سابق خطیب جامع مسجد غوثیہ ایوبیہ مارکیٹ، مسلم ٹاؤن، لاہور

(۲۱) ڈاکٹر اقبال ثاقب سے ذاتی گفت گو، لاہور، جنوری ۲۰۱۰ء

(۲۲) پروفیسر ڈاکٹر عبدالطیف عثمانی سے گفت گو، لاہور، دسمبر ۲۰۰۹ء

(۲۳) حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندی مجددی توکلیؒ کا سفر بغداد شریف، ۲۵۱۔۲۵۲۔

(۲۴) ایضاً، ۲۶۳۔۲۶۴۔

(۲۵) ایضاً، ۲۴۹۔

(۲۶) حضرت پروفیسر سیّد محمد کبیر احمد مظہر نقشبندیؒ، مقالات مظہریہ (دفتر اوّل)، (لاہور: ذکریٰ فاؤنڈیشن ٹرسٹ (رجسٹرڈ)، س۔ن)، ۴۰۔۴۱۔

(۲۷) ایضاً، ۱۵۔

(۲۸) حضرت پروفیسر سیّد محمد کبیر احمد مظہر نقشبندیؒ، وسیلہ نجات، (لاہور: ذکریٰ فاؤنڈیشن ٹرسٹ، ۲۰۰۷ء)، ۱۳۔

(۲۹) ایضاً، ۴۰۔

(۳۰) ایضاً، ۱۵۔۱

(۳۱) مقالات مظہریہ (دفتر اوّل)، ۵۵۔۵۷۔

(۳۲) میرے حضورؒ حصّہ اوّل۔ اشاعت ثانی، ۳۷۔

(۳۳) پروفیسر سیّد محمد کبیر احمد مظہرؒ، فاروق طریقت حضرت مولانا سیّدمحمد یوسف نقشبندیؒ، (گجرات: حبیب اکیڈمی، ۱۹۹۰ء)، ۴۔

(۳۴) پروفیسر سیّد محمد کبیر احمد مظہرؒ، تہذیب و ترتیب، عنوان تمنا، (گوجرانوالہ: حبیب اکیڈمی، 67بی سیٹلائٹ ٹاؤن، ۲۲، اکتوبر ۱۹۹۲ء)، ۲۲۔

(۳۵) پروفیسر سیّد محمد کبیر احمد مظہر، حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندی مجددی توکلی قدس سرہ۔ احوال و آثار، (لاہور: ذکریٰ فاؤنڈیشن ٹرسٹ، ۲۷، اکتوبر ۲۰۰۵ء)، ۹۔

(۳۶) وسیلہ نجات،۵۔

(۳۷) حضرت پروفیسر سیّد محمد کبیر احمد مظہر نقشبندیؒ، مفصل وسیلہ نجات، (لاہور: ذکریٰ فاؤنڈیشن ٹرسٹ (رجسٹرڈ)، ۲۰۰۹ء)، ۱۰۔

(۳۸) پروفیسر سیّد محمد کبیر احمد مظہرؒ، حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ کا سفر بغداد شریف،۷۔

(۳۹) مکتوب از پروفیسر ڈاکٹر امتیاز احمد، صدر شعبہ عربی، گورنمنٹ کالج یونی ورسٹی، لاہور، جنوری ۲۰۱۰ء

(۴۰) وسیلہ نجات،۲۱۔

BIBLIOGRAPHY

- Syed Muhammad Kabir Ahmad Mazhar, *Akhri V'āz Sharif Ḥazrat Maulana Syed Muḥammad Ḥabib Ullah Naqshbandi*, Unpublished
- Syed Muhammad Kabir Ahmad Mazhar, *Ayk Tavakkuli Bazurg*, Lahore: Zikra Foundation, 2009.
- Syed Muhammad Kabir Ahmad Mazhar, *Farūq-e Tarīqat*, Gujrat: Habib Academy, 1990.
- Weekly *Aaina (*Hazrat Qutbul Irshad Number) Gujrat, 1992
- Syed Muhammad Kabir Ahmad Mazhar, *Ḥazrat Khwaja Maḥbūb Ālam Naqshbandi Mujaddidi Tavakkuli – Aḥvāl-o-Āsar*, (Lahore: Zikra Foundation, 2005).
- Syed Muhammad Kabir Ahmad Mazhar, *Navadur- ul-Asar*, Unpublished
- Syed Muhammad Kabir Ahmad Mazhar, *Meray Ḥuzur*, 1st Edition, Gujrat: Habib Academy, 1981.
- Syed Muhammad Kabir Ahmad Mazhar, *Mufassal Vasila-e Nijat*, Lahore: Zikra Foundation, 2009.
- Syed Muhammad Kabir Ahmad Mazhar, *Maqalāt-e Mazharia*, Lahore: Zikra Foundation, 2020.
- Syed Muhammad Kabir Ahmad Mazhar, *Teshil Zikar-e Kasir*, Lahore: Zikra Foundation, 2011.
- Syed Muhammad Kabir Ahmad Mazhar, *Ulum-ul-Arbia*, Lahore: Adabistan, 1997.
- Syed Muhammad Kabir Ahmad Mazhar, *Unvan- e Tamannā*, Gujranwala: Habib Academy, 1992
- Syed Muhammad Kabir Ahmad Mazhar, *Vasila-e Nijat*, Lahore: Zikra Foundation, 2007.

❖❖❖